ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

ڈاکٹر مبشر سعید ❁
ماہم ارشد ❁❁

تخفیفِ زبان
(اردو، عربی اور انگریزی زبانوں کے تناظر میں)

Linguistinc Reduction in the context of Arabic and English languages

By *Dr. Mubashar Saeed, Asst. Professor, Dept. of Urdu, Superior University, Faisalabad Campus.*

Maham Arshad, MS Urdu, Dept. of Urdu, Superior University, Faisalabad Campus.

ABSTRACT

This research paper investigates the phenomenon of linguistic reduction in Urdu, Arabic, and English, with a focus on its increasing usage in informal communication. Languages evolve naturally to facilitate efficient and meaningful interaction, particularly in contexts where complex, formal, or traditional lexical structures may slow down comprehension. Reduction — referred to as Reduction in English, *Tahfiz* in Arabic, and *Takhfif* in Urdu — serves as a mechanism for simplifying phonetic, morphological, syntactic, and semantic structures without losing meaning.The study examines classical and contemporary theories of linguistics, historical texts, and literary examples to demonstrate how reduction contributes to fluency, clarity, and expressiveness. Comparative analysis shows that, despite structural and cultural differences, Urdu, Arabic, and English share similar tendencies toward linguistic economy, social adaptation, and communicative efficiency. Reduction is thus not merely a phonological or grammatical phenomenon but a reflection of societal norms, cognitive processes, and cultural

❁ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ اردو، سپیریئر یونی ورسٹی، فیصل آباد کیمپس
❁❁ طالبہ، ایم ایس اردو، شعبۂ اردو، سپیریئر یونی ورسٹی، فیصل آباد کیمپس

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

practices. It enhances natural speech patterns, supports literary and poetic expression, and ensures languages remain dynamic, functional, and responsive to the communicative needs of their users.

Keywords: Linguistic Reduction, Takhfif, Tahfiz, Phonetic Simplification, Morpho-Syntactic Economy, Informal Communication, Language Evolution, Comparative Linguistics, Urdu, Arabic, English, Sociolinguistics, Literary Expression

کسی بھی زبان میں موجود بھاری بھرکم اور ثقیل الفاظ ہمیشہ سے عوام کے لیے بولنا اور سمجھنا مشکل رہے ہیں، کیوں کہ یہ الفاظ روزمرہ کے عام استعمال سے زیادہ پیچیدہ اور رسمی نوعیت کے حامل ہوتے ہیں۔ لسانیات کی اصطلاحات میں ایسے الفاظ کو High Register Vocabulary کہا جاتا ہے، جو عوامی زبان یا روزمرہ کی گفتگو سے مختلف اور مخصوص ہوتی ہیں۔ اہل ادب، دانشور اور علمی حلقوں میں ان کا استعمال ایک معمول کی بات ہے، کیوں کہ یہ نہ صرف معنویت اور فصاحت میں اضافہ کرتے ہیں بلکہ بولنے والے کے علمی، ادبی اور فکری مزاج کی بھی عکاسی کرتے ہیں۔ سرکاری، سفارتی اور ادبی محافل میں گفتگو کا انداز ہمیشہ سنجیدہ، شائستہ، باقاعدہ اور مہذب ہوتا ہے، جہاں ہر لفظ کو ناپ تول اور مناسب سیاق و سباق کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے۔ اس ضمن میں رسمی اور باوقار انداز اپنانا معمول کی بات ہے، اور زبان میں فصاحت و بلاغت کے اصول، محاورات، تشبیہات، استعارے، تلمیح اور دیگر ادبی آلات کا استعمال عام ہے، تاکہ بات کے مفہوم کو زیادہ مؤثر، جامع اور خوب صورت انداز میں پیش کیا جا سکے۔ ایسے الفاظ اور مخصوص اصطلاحات نہ صرف گفتگو کی ثقافتی اور علمی گہرائی میں اضافہ کرتے ہیں بلکہ زبان کے جمالیاتی اور ادبی حسن کو بھی اجاگر کرتے ہیں، اور اس طرح یہ اعلیٰ سطح کی گفتار اور تحریر میں ایک نمایاں مقام حاصل کرتے ہیں۔

فردینان دے سوسور (Ferdinand de Saussure) لکھتے ہیں:

> Language, unlike speaking, is something that we can studyseparately. Although dead languages are no longer spoken, we can easily assimilate their linguistic organisms. We can dispense with the other elements of speech; indeed, the science of language is possible only if the other elements are excluded.(1)

یہ نظریہ واضح کرتا ہے کہ ''زبان'' (Language) اور ''گفتگو'' (Speech) دو الگ سطحوں پر کام کرتے ہیں؛ زبان ایک منظم اور اصولی نظام ہے، جب کہ گفتگو اس نظام کی عملی صورت ہے۔ یہی امتیاز رسمی اور عوامی

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

اندازِ گفتگو کے فرق کو نمایاں کرتا ہے۔

اسی خیال کو آگے بڑھاتے ہوئے جان لائی اونز (John Lyons) اپنی کتاب *Introduction to Theoretical Linguistics* میں لکھتے ہیں:

> Linguistics may be defined as the scientific study of language. This definition is hardly sufficient to give the reader any positive indication of the fundamental principles of the subject. It may be made a little more revealing by drawing in greater detail the implications contained in the qualification 'scientific'. For the moment, it will be enough to say that by the scientific study of language is meant its investigation by means of controlled and empirically verifiable observations and with reference to some general theory of language-structure.(2)

یہ اقتباس اس بات کی مزید وضاحت کرتا ہے کہ لسانیات (Linguistics) دراصل زبان کے سائنسی، منظم اور نظریاتی مطالعے کا نام ہے۔ چناں چہ زبان کا مطالعہ صرف اس کے الفاظ یا تلفظ تک محدود نہیں رہتا، بلکہ اس کے پس منظر میں موجود فکری، سماجی اور ثقافتی عوامل بھی اس کا حصہ ہوتے ہیں۔

یہی وہ مقام ہے جہاں زبان کا طبقاتی فرق نمایاں ہو جاتا ہے، کیوں کہ خواص اور عوام کی زبان میں فاصلہ بڑھنے لگتا ہے۔ ایسے ماحول میں سامع کا بھی علمی اور فکری اعتبار سے اس بصیرت کا حامل ہونا ضروری ہے جس درجے کا مقرر ہو۔ اگر سامع اور مقرر کے علمی وفکری درجے میں فاصلہ ہو تو تخاطب میں رکاوٹ پیدا ہوتی ہے، اور یہی لسانی فاصلہ تخفیف یا سادہ کاری کو ناگزیر بناتا ہے۔ وہ موقعے کی مناسبت سے گفتگو کرنا بات میں گہرائی اور اثر آفرینی کا سبب بنتا ہے۔ یوں زبان کی معنویت اور افادیت براہِ راست مخاطبین کے درجے اور موقعے کی مناسبت سے متعین ہوتی ہے۔

زبان محض ابلاغ کا ذریعہ نہیں بلکہ ایک تہذیبی، طبقاتی اور فکری نظام بھی ہے۔ ہر معاشرے میں زبان کے مختلف اندازِ بیان پائے جاتے ہیں کہیں سادہ اور عوامی زبان رائج ہوتی ہے، تو کہیں سنجیدہ، رسمی اور ادبی اسلوب اختیار کیا جاتا ہے۔ یہی لسانی تنوع زبان کے سماجی پہلو کو اجاگر کرتا ہے۔ یہ رسمی (informal) بات چیت رسمی (Formal) گفتگو کی نسبت سادہ، گرامر کی باریکیوں سے آزاد ہوتی ہے۔ مقامی، خبریں، ذاتی یا خاندانی معاملات کو محیط ہوتی ہے۔ طرزِ تخاطب بھی غیر رسمی ہوتا ہے۔ اس کی ایک وجہ شاید محدود دائرۂ علم کا ہونا ہے۔ فقرات اور محاورات کی پیدائش کا سبب بنتی ہیں۔ پنڈت دتا تریہ کیفی لکھتے ہیں:

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

عالم اصطلاحیں گھڑتا ہے، ادیب محاورے بناتا ہے، شاعر صنائع بدائع کی پیدائش
کا سبب ہوتا ہے لیکن عام الفاظ عام لوگ بناتے ہیں۔

مادّی ترقی، جدت اور تیزی ہر شعبہ ہائے زندگی کو متاثر کر رہی ہے۔ وقت کا پہیہ بڑی تیزی سے گھوم رہا ہے اور وقت کے ساتھ چلنے کی خواہش ہر انسان کو نت نئے تجربات کرنے پر اُکساتی ھے۔ انسان تھوڑی محنت سے زیادہ فائدہ حاصل کرنا چاہتا ہے۔ کم پیسے سے زیادہ مال خریدنا چاہتا ہے اور کم الفاظ میں اپنا مافی الضمیر سمجھانے کا متمنی ہے۔

غیر رسمی مکالمہ میں اختصار کا عنصر بڑی تیزی سے رواج پا رہا ہے۔ مختلف زبانوں جیسے انگریزی، عربی اور اردو میں دورانِ گفتگو الفاظ کی جگہ محض اشاروں سے بھی کام چلایا جا رہا ہے۔ عوام کی جانب سے بہت سارے الفاظ اور فقرات کو آسان اور فطری انداز میں ادائیگی کے لیے مختصر، نرم یا تبدیل کر لیا جاتا ہے۔ اس کا مقصد روزمرہ بول چال میں روانی، فطری پن، گفتگو سہل اور عام فہم کرنا ہوتا ہے۔ اس عمل سے کسی حد تک وقت کی بچت ہوتی ہے۔ اسے انگریزی میں Reduction، اردو میں ''تخفیف'' یا ''اختصار''، اور عربی میں ''تصغیر''، ''تخفیض'' یا ''تقلیل'' کہا جاتا ہے۔

Awde اور Smith کے بقول:

''تخفیض'' کا انگریزی ترجمہ Reduction(۳)

اور اسی طرح اُسی لغت میں انگریزی سے عربی والے حصہ میں:

Reduction کا عربی مترادف/ ترجمہ ''تخفیض'' ہے۔(۴)

یوں یہ دونوں اصطلاحات Reduction اور تخفیض نہ صرف لفظی طور پر ہم معنی ہیں بلکہ اپنے لسانی اور فکری مفہوم کے اعتبار سے بھی ایک ہی نوعیت کے عمل کی نمائندگی کرتی ہیں۔ دونوں کا تعلق اُس طبعی اور صوتی رجحان سے ہے جس کے تحت زبان اپنے اظہار کو زیادہ مختصر، سہل اور روان بناتی ہے۔ Reduction کا اطلاق انگریزی لسانیات میں اُس صورت پر ہوتا ہے جب کسی لفظ یا صوتی اکائی کو کم کر کے، یا غیر ضروری حصوں کو حذف کر کے، زیادہ فطری تلفظ اور اظہار حاصل کیا جاتا ہے۔ اسی طرح عربی میں تخفیض کا مفہوم بھی کم کرنا، ہلکا کرنا یا کسی چیز کو حدِ ضرورت تک محدود کر دینا ہے۔ یوں یہ دونوں تصورات لسانی سطح پر ''اختصار کے فطری عمل'' کو ظاہر کرتے ہیں، جو زبان کی ساخت، صوت اور اظہار تینوں سطحوں پر ارتقا اور توازن کا باعث بنتا ہے۔

مزید یہ کہ Reduction اور ''تخفیض'' محض صوتی تبدیلی کے نام نہیں، بلکہ زبان کے معنوی، صرفی، اور

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

سماجی ڈھانچے میں بھی ایک منظم ردّ و بدل کی نمائندگی کرتے ہیں۔یہی وہ نکتہ ہے جو زبان کی سادگی، افادیت اور وقت کے تقاضوں سے ہم آہنگی کو برقرار رکھتا ہے، اور اس کے ذریعے زبان اپنے بولنے والوں کی فکری، تہذیبی اور معاشرتی ضرورتوں کو پورا کرتی ہے۔

انگریزی لسانیات میں Reduction ایک ایسا صوتی وصرفیاتی عمل ہے جو کسی لفظ یا صوتی اکائی کی ساخت میں کمزوری (weakening) یا اختصار (shortening) پیدا کرتا ہے۔ اس کے ذریعے زبان زیادہ فطری، سہل اور بولنے میں آسان بن جاتی ہے۔

انگریزی میں ریڈکشن کا مفہوم سمجھنے کے لیے ملاحظہ ہو:

> Any process in which a segment or a sequence of segments is, in some sense, 'weakened'. The term is applied, for example, to the centralization or loss of unstressed vowels (as in collect and medicine), to the lenition or loss of consonants (as in the lenition of [p] to [v] in the development of Latin RIPA 'riverbank' to French rive) and to the simplification of a consonant cluster by the loss of a consonant (as in the loss of /6/ from clothes and of /k/ from knife. Some phonologists extend the term to instances of neutralization in favour of the 'weaker' member of a contrast. Adj. reduced /r1'dju:st/.[5]

> A term is used in the phonological classification of vowel sounds, referring to a vowel which can be analysed as a centralized variant of a vowel in a related form. For example, the pronunciation of /e/ reduces to /ə/ when unstressed; the stressed vowels in telegraph show reduction in the related word telegraphy /'telɪgrɑːf/, /tə'legrəfi/.[6]

یہ تعریفیں ظاہر کرتی ہیں کہ Reduction صرف آوازوں کی تبدیلی نہیں بلکہ زبان کی داخلی تنظیم (internal structuring) اور آسان تر ابلاغ (efficient communication) کے عمل سے گہرا تعلق رکھتی ہے۔غیر زور دار (unstressed) آوازوں یا پیچیدہ صوتی مجموعوں کو مختصر یا نرم کر کے زبان ایک فطری روانی حاصل کرتی ہے۔یوں Reduction زبان کے فطری ارتقا، صوتی معیشت (phonetic economy) اور ابلاغی کارکردگی کا مظہر ہے۔

اردو زبان میں ''تخفیف'' کا تصور صدیوں سے رائج ہے اور اس کا تعلق نہ صرف صوتی یا صرفی سطح سے ہے

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

بلکہ لسانی فطرت، روانی اور عوامی اظہار سے بھی ہے۔ زبان ہمیشہ اپنے بولنے والوں کی سہولت کے تابع رہتی ہے، لہٰذا جیسے جیسے زبان عام بول چال میں مستعمل ہوتی ہے، اس میں ایسے تغیرات جنم لیتے ہیں جو اظہار کو سہل اور ہموار بناتے ہیں۔ تخفیف بھی انہی فطری لسانی عوامل میں سے ایک ہے جو گفتگو میں نرمی، تیزی اور فہم کی آسانی پیدا کرتی ہے۔

اسی طرح اردو میں تخفیف کا معنی و مفہوم نور اللغات میں یوں بیان کیا گیا ہے۔ نورالحسن نیرّ لکھتے ہیں:

> تخفیف۔ (ع۔ ہلکا کرنا) مؤنث۔ کمی، اختصار، مصارف میں کمی۔ آج کل عملہ تخفیف میں آ گیا۔ افاقہ، آرام، شدت کے خلاف۔ اصطلاح حرف کے ہلکا یا کم کرنے کو کہتے ہیں، جیسے نظارہ سی دوسرے حرف کی تشدید کی جگہ نظارہ، بغیر تشدید بولنا، یا دیوانہ، بیچارہ، کی جگہ دوانا، بچارہ، کہنا۔(۷)

''تخفیف'' کو محض صوتی یا صرفی کمزوری نہیں سمجھنا چاہیے بلکہ یہ زبان کی ارتقائی قوت اور فطری ضرورت کا اظہار ہے۔ جب انسان کم وقت میں زیادہ مفہوم ادا کرنے کی کوشش کرتا ہے تو زبان از خود اختصار کی طرف مائل ہوتی ہے۔ یہی رجحان وقت کے ساتھ لسانی معیشت (Economy of Language) میں ڈھل جاتا ہے۔ اردو میں تخفیف کے مظاہر عوامی محاورات، روزمرہ گفتگو اور شعری زبان میں واضح طور پر ملتے ہیں۔ شاعر ہو یا عام متکلم، ہر ایک اپنی زبان میں فصاحت کے ساتھ ساتھ سہولت بھی چاہتا ہے، اور یہی خواہش ''تخفیف'' کے عمل کو رواج دیتی ہے۔ یوں تخفیف محض ایک فنی لسانی اصطلاح نہیں بلکہ اردو زبان کی فطری رفتار، عوامی طرزِ گفتگو اور تخلیقی رجحان کا آئینہ دار عمل ہے۔

اسی تسلسل میں عربی زبان میں تخفیف کا مفہوم صوتیاتی اور تجویدی اصولوں کے ساتھ منسلک نظر آتا ہے۔ یوں عربی زبان میں تخفیف کا استعمال صرف صوتی یا تجویدی حدود میں محدود نہیں بلکہ بیان اور بلاغت کی سطح پر بھی اسے اہمیت حاصل ہے۔ فصاحت و بلاغت کے تقاضے یہ ہیں کہ کلام نہ صرف بامعنی ہو بلکہ ادا کرنے میں سہل، رواں اور خوش آہنگ بھی ہو۔ عربی میں تخفیف انھی تقاضوں کو پورا کرتی ہے۔

عربی زبان کی فصاحت و بلاغت پر صاحب بصیرت پر آشکار ہے۔ تخفیف کے معنی عربی زبان و ادب میں ملاحظہ ہوں:

> ("النحو والصرف ۔ التجوید): تخفُّف فی النُّطق بالھزۃ، وذلک بسقوطھا، أو ب إبدالھا ألفًا أو واوًا أو یاء، أو بالنُّطق بھا بین بین۔(۸)

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

مندرجہ بالا عربی اقتباس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ تخفیف عربی زبان میں بالعموم تلفظی نرمی (phonetic ease) اور ادائیگی کی سہولت کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ یعنی جب کسی حرف کی ادائیگی ثقیل یا دشوار ہو تو اہلِ عرب اس کے تلفظ کو سہل بنانے کے لیے کچھ تبدیلیاں کر دیتے ہیں۔

یہ تبدیلی کبھی ہمزہ کے حذف سے، کبھی 'الف'، 'واؤ' یا 'یا' کے بدلنے سے، اور کبھی دونوں کے درمیانی تلفظ سے ظاہر ہوتی ہے۔

لسانی نقطۂ نظر سے یہ وہی اصول ہے جو دیگر زبانوں میں بھی پایا جاتا ہے، مثلاً انگریزی میں unstressed vowels کی reduction یا consonant lenition اسی طرزِ عمل کی مثالیں ہیں۔

کلاسیکل عہد کی انگریزی، عربی اور اردو زبانوں کا مطالعہ کریں تو اس وقت کی تحریریں ثقیل الفاظ سے بھرپور ہیں۔ جیسے کیڈمن (Caedmon) (۶۸۵۔۶۵۷ صدی) اور سائن وولف (Cynewulf) (۸ویں۔ ۹ویں صدی) کی شاعری مذہبی تاثر اور اخلاقی اقدار کی عکاسی کرتی ہے۔ اینگلوسیکن دور سے اسی طرح انگریزی زبان کے وسطی دور میں جوفری چوسر (Geoffrey Chaucer) (۱۴۰۰ء۔۱۳۴۰ء) اور ولیم لینگ لینڈ (William Langland) (۱۴۰۰ء۔۱۳۳۲ء) کی تخلیقات اس ضمن میں قابلِ ذکر مثالیں ہیں۔ ان کے کام نے انگریزی زبان کو عام فہم اور عوامی اظہار کے قریب کیا۔

عربی زبانوں ادب کا کلاسیکل عہد دیکھیں تو قبل از اسلام والا دور جس میں امراءالقیس (۵۴۴ء۔۵۰۰ء) اور عنترہ بن شداد العبسی (۶۰۸ء۔۵۲۵ء) اور جیسے شاعر اور ان کا کلام عربی فصاحت و بلاغت کا منھ بولتا ثبوت ہے۔ اسلامی دور میں قرآنِ مجید فرقان حمید عربی زبان و ادب کا سب سے بڑا معجزہ اور بے مثال نمونہ ہے۔ عربی نثر اور شاعری پر قرآنِ مجید آفاقی و الہامی کلام کے گہرے اثرات مرتب ہوئے۔ یہ اثرات عربی شاعری اور نثر میں فکری گہرائی اور اسلوبی نکھار کا باعث بنے۔ اُردو زبان کے کلاسیکل عہد کی بات کی جائے تو خسرو (۱۳۲۵ء۔۱۲۵۳ء)، نصرتی (۱۷ ویں صدی)، محمد قلی قطب شاہ (۱۳۲۵ء۔۱۲۵۳ء) اور ولی دکنی (۱۷۰۷ء۔۱۶۶۷ء) کے نام نمایاں ہیں۔ یہ وہ نام ہیں جنھوں نے نہ صرف اردو زبان کی بنیادیں رکھیں بلکہ اسے ایک مستقل ادبی روایت کی صورت بھی عطا کی جن پر میر تقی میر، سودا، غالب جیسے شعرا نے پرشکوہ عمارت کھڑی کی جنھوں نے اردو ادب کو عالمی سطح پر پہچان دلائی۔

وقت گزرنے کے ساتھ مختلف زبانوں میں تخلیق شدہ ادب تراجم کے ذریعے ایک دوسرے میں منتقل ہوا۔ مختلف زبانوں کی تہذیب، ثقافت اور اسلوب کی آمیزش نے نئے آہنگ متعارف کروائے۔ الفاظ کی مکتوبی اور

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

مفلوظی حالتوں میں وقت کے ساتھ ساتھ تبدیلیاں ہونے لگیں۔

انفارمیشن ٹیکنالوجی اور مصنوعی ذہانت میں ترقی کے طفیل دنیا گلوبل ویلج ذہانت بن چکی ہے۔نئی دریافت اور ایجاد چند لمحوں میں پوری دنیا کے اندر متعارف ہوجاتی ہے۔ان ایجادات سے جہاں زبانوں کا ذخیرہ الفاظ بڑھ رہا ہے وہاں پر تقریر اور تحریر کے نئے نئے انداز بھی متعارف ہورہے ہیں۔وقت کے ساتھ آگے بڑھنے کے لیے انسان اپنی خوراک، لباس، رہائش حتیٰ کہ گفتار میں تبدیلیاں لا رہا ہے۔ضروریات زندگی کا تصرف خود پر سہل اور ممکن بنا رہا ہے۔وہ افراد اور اقوام جو خود کو وقت کے مطابق ڈھال لیتے ہیں وہ دنیا میں نمایاں مقام رکھتے ہیں۔

روزمرہ بول چال اور مکالمہ میں اختصار اور فہم کا پہلو ملحوظ رکھتے ہوئے انسان نے عام بول چال اور غیر رسمی گفتگو (informal speech) میں تخفیفات زبان (Reduction in Language) کا استعمال شروع کیا۔جو وقت کے ساتھ ساتھ مختلف بڑی زبانوں عام ہوچکا ہے۔گزرے وقت کے ساتھ ایسے الفاظ اور فقرات جو تخفیف کے ساتھ بولے جاتے ہیں۔اُن کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے۔

مضمون مذکور میں انگریزی، عربی اور اردو زبان میں رواج پانے والے تخفیفات کا تحقیقی جائزہ پیش کیا جائے گا۔تاہم اس موضوع پر موجود سابقہ مطالعات زیادہ تر ایک ہی زبان تک محدود ہیں اور تینوں زبانوں (انگریزی، عربی اور اردو) میں تقابلی انداز سے تخفیف کا مطالعہ کم نظر آتا ہے۔یوں موجودہ تحقیق کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ زبانوں میں تخفیف کے رجحان کو محض لسانی یا ساختیاتی سطح پر پرکھا گیا ہے، لیکن اس کے سماجی و ثقافتی پس منظر کو تقابلی طور پر نہیں دیکھا گیا۔اس مضمون کا مقصد انگریزی، عربی اور اردو زبانوں میں تخفیف کے مظاہر کو تقابلی زاویے سے سمجھنا، ان کی اقسام واضح کرنا اور ان کے پس پشت سماجی و تہذیبی عوامل کو اجاگر کرنا ہے۔

انگریزی زبان میں تخفیف (Reduction in English Language)

انگریزی زبان کی بات کی جائے تو گزشتہ چند برسوں میں ریڈکشنز کا استعمال تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ایک بین الاقوامی زبان ہونے کی حیثیت سے عالمی رابطے کی زبان ہے۔دنیا کے بہت سارے ممالک میں مقامی یا قومی زبان ہونے کے باوجود وہاں کے باشندے انگریزی زبان کے فقرات اور الفاظ کا اپنی روزمرہ زندگی میں استعمال کرتے ہیں۔گیر رسمی گفت کے علاوہ فلموں، ڈراموں اور دیگر معلوماتی و تفریحی پروگرامز میں ریڈکشنز کا استعمال معمول کی بات ہے۔کمپیوٹر اور موبائل فون عام ہونے کے بعد لسانی اعتبار سے نت نئے تجربات عوام کی جانب سے کیے جاتے ہیں۔مختصر پیغامات کے لیے مختصرات، مخففات، اور ریڈکشنز استعمال کی جاتی ہیں۔جیسے:

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

1. ASAP: As Soon As Possible
2. LoL: Laugh out Loud
3. OMG: Oh my God
4. ILY: I Love You
5. THX: Thanks
6. BRB: Be Right Back
7. TTYL: Talk To You Later
8. XOXO: Kiss and Hugs (for love, appreciation or friendly vibes)

ذیل میں انگریزی فلموں، ڈراموں اور دیگر ٹیلی ویژن پروگرامز اور روز مرہ میں استعمال ہونے والی چند ریڈکشنز معہ مکمل صورت پیش کی جاتی ہیں۔

Reduction	Full Form	Reduction	Full Form
gonna	going to	wanna	want to
gotta	got to	lemme	let me
gimme	give me	kinda	kind of
Izzy	Is he	Ishi	Is She
Willy	Will he	OUTTA	Out of
S'go	Let's go	Em	Them

چند فقرات مع ریڈکشنز ملاحظہ ہوں:

Reduction	Full Form
Why July	Why did you lie
Jev	Did you have
Agarago	I have got to go
Ammadowit	I am going to do it
Juredee	Are you ready
Lucket chu	Look at you
YEVER	Have you ever
ToRJoo	To wards you
JEET	Did you eat
Alaskar	I will ask her

اس طرح کی بہت ساری ریڈکشنز کا انگریزی میں استعمال ہو رہا ہے۔ ان کا استعمال بات کو مختصر، موثر اور سہل بنانا ہے۔ دوسری طرف وقت بھی کم لگتا ہے اور سب سے بڑھ کر بولنے والے کے لیے لسانی حدود قیود کا آہنی حصار بھی ٹوٹ جاتا ہے۔

عربی زبان میں تخفیف

اہلِ زبان کی زبان دانی اور فصاحت و بلاغت کے سبھی معترف ہیں۔ بہت سارے علوم کا ماخذ اور بہت

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

سارے الفاظ کی جڑیں عربی زبان سے جڑی ہوتی ہیں۔ظہورِ اسلام سے قبل بولی جانے والی عربی میں قرآن کریم کے نزول کے بعد شعری اور نثری اعتبار سے جامعیت، وسعت اور آفاقیت کا عنصر نمایاں طور پر سامنے آیا۔ اہل عرب کی یہاں بھی عربی زبان میں مختصرات یا اختصار کے ساتھ مافی الضمیر کے اظہار کا طریقہ موجود ہے۔ طویل اور ثقیل فقرات یا بار بار دہرائے جانے والے الفاظ وفقرات کے تخفیفات کا استعمال عربی دانوں میں عام ہے۔ ان کو اختصار کلام یا الایجاز کہا جاتا ہے۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

فصیح جملہ	تصیغر	اُردو مطلب
ما فائدة في هذا؟	شفايدة؟	اس کا کیا فائدہ؟
أنا آلي إليك	باجيك	میں آپ کی طرف آرہا ہوں
أنا رأيتُ	أنا شوف	میں نے دیکھا
هُوَ يَذْهَبُ إِلَى الْخَارِجِ	يِطْلَع بَرَّه	وہ باہر جارہا ہے۔
أنا أذهب إلى الخارج	اطلع براّ	میں باہر جارہا ہے۔
ماذا حدث؟	وش	کیا ہوا
أَسْرَعَ إِلَيَ	هَيَّا	میری طرف جلدی سے آو
تَقَدَّمْ إِلَى الْأَمَامِ	أَمَامَكَ	آگے کی طرف بڑھو
اكفف عن هذا الأمر	مَهْ	اس کام سے رک جاو
أنا أسل عنك	أنا يسل	میں آپ سے سوال کررہا ہوں
هل تستطيع أن تفعل هذا؟	تقدر؟	کیا تم کر سکتے ہو؟

اسی طرح عربی زبان میں تحریری ریڈکشنز بھی استعمال ہوتی ہیں جیسے:

ﷺ کے لیے صلعم، رضی اللہ عنہ کے لیے، رض، رع، رحمۃ اللہ کے لیے رح وغیرہ وغیرہ

عربی میں کچھ جملوں کے لیے معروف مختصر جملے استعمال ہوتے ہیں جیسے:

- ★ کسی کام کے مکمل ہونے پر — تمام!
- ★ کوئی کام مکمل اور بالکل ٹھیک ہونے پر — تمام تمام!
- ★ کام ختم ہوگیا یا بس ہوگیا — خلص!

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

★ ذرا رُکیں یا بس ہوگیا لحظۃ!

حج وعمرہ کی سعادت پانے والے خواتین حضرات اکثر حرم اور مسجد نبوی میں سیکورٹی ڈیوٹی پر معمور افراد سے ایک لفظ عربی کا اکثر سنتے ہیں جس کا معنی اور مراد، ہر وہ کام ہوتا ہے، جس کی حاجیوں کو اجازت نہیں ہوتی مثلاً کسی جگہ رکنا منع ہو۔ کسی جگہ نماز پڑھنا منع ہو یا کسی جگہ بیٹھنا یا آرام کرنا منع ہو تو ایسی جگہوں پر ''حاجی یلاّ ! حاجی یلاّ'' کی صدائیں سننے کو ملتی ہیں جس کا مطلب ہوتا ہے کہ حاجی صاحب برائے مہربانی یہاں یہ کام کرنا ممنوع ہے، لہٰذا آگے بڑھیں۔

اُردو زبان میں تخفیف کا استعمال

اُردو زبان جو کے لشکری زبان کے طور پر بھی بعض اہل علم کی جانب سے شمار کی جاتی ہے۔ اس میں مختلف زبانوں کے الفاظ جذب کرنے کی صلاحیت بہت زیادہ ہے۔ کسی بھی زبان کا لفظ عوامی سطح پر مکتوبی یا ملفوظی شکل میں معروف ہوجائے اُردو زبان اس کو خوش آمدید کہتی ہے۔ موبائل فون کی آمد کے بعد بیسیوں الفاظ جو دیگر زبانوں سے تعلق رکھتے تھے اردو زبان میں بعینہٖ لکھے اور پڑھے جاتے ہیں جیسے لوڈ، سم کارڈ، جاز، موبی لنک، ٹیلی نار، ایزی پیسا، چارجر، کیبل، ڈیٹا کارڈ، بیلنس، موبائل فون، وغیرہ وغیرہ

اردو میں تخفیف زبان کا رجحان انگریزی وعربی کی طرح عام ہے۔ روانی، اختصار اور وقت کی کفالت کے لیے لمحہ موجود میں ابلاغ کا یہ ذریعہ موثر سمجھا جاتا ہے۔ اہل زبان اور ماہر لسانیات اس لسانی چھیڑ چھاڑ سے متفق ہیں یا نہیں اس بابت آنے والا وقت فیصلہ کرے گا۔ گرامر قوائد وضوابط کی صریحاً غلطی جو عوام الناس کی جانب سے کی جارہی ہے اس کے متعلق حتمی رائے قائم کرنا تا حال ممکن نہیں۔ ''آواز خلق کو نقارہ خدا سمجھو'' مثل کے مصداق یہ مختصر کن لوگ نے کب اور کن اصولوں کے مطابق شروع کئے ہیں کوئی نہیں جانتا۔ نئی زبانیں اور نئے الفاظ شاید اسی طرح وجود میں آتے ہیں جیسا کے ہم نے مضمون کے آغاز میں پنڈت دتا تر کیفی کا حوالہ دیا کہ ''الفاظ عوام بناتی ہے۔''

اردو زبان میں بہت سے الفاظ دیگر زبانوں سے من عن شامل ہوچکے ہیں۔ جیسے فوٹو گراف۔ ٹیلی ویژن۔ موٹر سائیکل وغیرہ تو ایسے الفاظ اختصار کے ساتھ فوٹو۔ ٹی وی۔ بائیک یا سکوٹر کے طور پر بولے اور لکھے جاتے ہیں۔ اسی طرح بہت سارے اداروں کے نام مختصر طور پر لکھے اور بولے جانے کا رواج ہے جیسے یو این، پی آئی اے، آئی ایم ایف، پی ٹی وی، پی ایم ایل، پی پی پی، پی ٹی آئی، جے یو آئی، وغیرہ وغیرہ۔

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

جملوں اور فقرات کی بات کی جائے تو اسی طرح بہت سارے جملے مختصر انداز میں عام طور پر غیر رسمی گفتگو میں استعمال ہوتے ہیں۔ جیسے:

★ آپ ادھر تشریف لائیے	ادھر آئیے۔
★ مہربانی فرما کر مجھے یہ چیز دے دیں	یہ مجھے دے دیں۔
★ آپ سے مل کر مجھے بہت خوشی ہوئی۔	مل کر خوشی ہوئی۔
★ میں نے سب سمجھ لیا ہے	سمجھ گیا۔
★ مجھے تمھاری بات سمجھ نہیں آئی	سمجھ نہیں آئی۔
★ میرے پاس زیادہ وقت نہیں ہے	وقت نہیں
★ بہت اچھا کام کیا	کمال!
★ آپ کی بہت مہربانی	مہربانی۔شکریہ
★ شاد باش	شاباش

اس طرح غیر رسمی طور پر بہت سارے طویل جملوں کی جگہ مختصر طور پر اظہار مدعا کیا جاتا ہے جس سے سننے یا پڑھنے والا بات بھی سمجھ جاتا ہے اور وقت کی بچت بھی ہوتی ہے۔ اکثر اداروں میں مکالمے کے لیے مختصر انداز اپنایا جاتا ہے جیسے تعلیمی اداروں میں اساتذہ طلبہ سے مختصر مکالمے کرتے ہیں۔ مثلاً سبق سناؤ، چپ رہو۔ بیٹھ جاؤ، لکھو، پڑھو وغیرہ۔

اسی طرح بازار میں خرید فروخت کے وقت، ڈاکٹر اور مریض کے مابین۔ عدالتی کاروائیوں کے وقت یا پھر گھریلو گفتگو ہو، غیر رسمی طور پر طویل جملوں کی جگہ تخفیفات یا مختصرات سے کام لیا جاتا ہے۔ بعض جگہوں پر تو نوبت اشارے تک پہنچ جاتی ہے۔ جو شاید ریڈ کشنز کی اگلی قسم ہو جو آنے والے چند سالوں تک رائج ہو جائے۔

زبان کی تہذیبی و فکری سطح پر ارتقا کا ایک قدرتی تقاضا یہ بھی ہے کہ وہ اپنے صارفین کے فہم و ادراک کے مطابق خود کو ڈھالتی رہے۔ زبان کی ارتقائی ساخت کا یہ رجحان دراصل فطرت کے اُس عمومی اصول سے ہم آہنگ ہے جس کے مطابق ہر نظام وقت کے ساتھ خود کو زیادہ سہل، مؤثر اور کارآمد بناتا ہے۔

اسی اصول کی وضاحت چارلس ڈارون نے اپنے نظریۂ ارتقا میں یوں کی:

> اگر یہ ثابت ہو سکتا کہ کوئی ایسا پیچیدہ عضو موجود ہے جو ممکنہ طور پر متعدد، متواتر، معمولی تبدیلیوں سے تشکیل نہیں پا سکتا تھا تو میرا نظریہ بالکل بے اثر ہو جائے گا۔(۹)

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

ڈارون کے اس بیان سے یہ واضح ہوتا ہے کہ فطری نظاموں کی بقا اُن کی تطبیق (adaptation) اور ترتیبی سادگی (functional simplicity) پر منحصر ہے۔ یہی اصول زبان پر بھی صادق آتا ہے۔ زبان وقت کے ساتھ ساتھ اپنی ساخت، قواعد اور صوتی نظام میں ایسی تبدیلیاں پیدا کرتی ہے جو ابلاغ کو آسان اور فہم کو فوری بناتی ہیں۔ اس طرح، زبان کا ارتقا نہ صرف فطری عمل ہے بلکہ فکری اور تہذیبی موافقت کا ایک مسلسل مظہر بھی ہے۔

زبان کا ارتقا دراصل انسانی ذہن کے فکری اور حیاتیاتی ارتقا سے جڑا ہوا عمل ہے۔ جیسے فطرت میں ہر نظام وقت کے ساتھ اپنی ساخت میں سادگی اور کارکردگی کی طرف مائل ہوتا ہے، ویسے ہی زبان بھی اپنے اظہار کو زیادہ مؤثر اور سہل بنانے کے لیے مختلف تبدیلیوں سے گزرتی ہے۔ یہی اصول ہمیں حیاتیاتی ارتقا میں بھی نظر آتا ہے، جہاں جاندار اپنے ماحول کے مطابق خود کو ڈھالتے ہیں۔ اسی تناظر میں مائیکل بیہی نے اپنے نظریہ ''ناقابلِ تخفیف پیچیدگی'' (Irreducible Complexity) میں حیاتیاتی نظاموں کی ساخت پر روشنی ڈالی ہے۔ وہ بتاتے ہیں کہ فطرت کے کچھ نظام اس قدر مربوط اور ہم آہنگ ہوتے ہیں کہ اُنھیں محض چھوٹے، متواتر تغیرات کے ذریعے پیدا نہیں کیا جا سکتا۔

> کسی ناقابل تخفیف حد تک پیچیدہ نظام کو سابقہ نظام میں معمولی اور متواتر ردوبدل کے وسیلے براہ راست (یعنی اُس ابتدائی عمل کو لگاتار بہتر بنا کر، جو مسلسل ایک ہی طرح کے میکانکی انداز میں کام کرتا ہے) تیار نہیں کیا جا سکتا کیوں کہ کسی کمی کا شکار سابقہ نظام کسی ناقابلِ تخفیف حد تک پیچیدہ نظام کے لیے غیر فعال ہے۔[۱۰]

بیہی کا یہ تصور حیاتیاتی دائرے تک محدود ہونے کے باوجود لسانی ساختوں پر بھی لاگو کیا جا سکتا ہے۔ زبان میں بھی کچھ نظام (مثلاً نحوی ترتیب، صوتی ربط یا معنیاتی تسلسل) ایسے ہوتے ہیں جو ناقابلِ تخفیف پیچیدگی کی مثال پیش کرتے ہیں۔ اگر ان میں سے کسی ایک جزو کو حذف یا تبدیل کر دیا جائے تو پورا لسانی توازن بگڑ جاتا ہے۔ تاہم، یہاں ایک بنیادی فرق یہ ہے کہ لسانی ارتقا میں تخفیف تخریب نہیں بلکہ تخلیق کا عمل ہے۔ زبان کے اندر ہونے والی یہ ''لسانی تخفیف'' دراصل اظہار کی قوت میں اضافہ کرتی ہے یہ ساخت کو بگاڑنے کے بجائے اسے زیادہ فطری، مختصر اور قابلِ فہم بناتی ہے۔ یوں ہم کہہ سکتے ہیں کہ جہاں حیاتیاتی نظام میں تخفیف بعض اوقات ساختی کمزوری پیدا کرتی ہے، وہیں زبان میں تخفیف ایک اظہاری توانائی (communicative efficiency) کی علامت ہے۔

زبان کی ساخت میں تبدیلی کے مختلف اسباب میں سے ایک اہم سبب تخفیف (Reduction) بھی ہے،

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

جو کسی زبان کے صوتی، صرفی اور معاشرتی ارتقا کا مظہر ہے۔ زبان کے فطری ارتقا میں تخفیف کا عمل اس وقت ظاہر ہوتا ہے جب بولنے والا کم سے کم صوتی کوشش سے زیادہ سے زیادہ معنی پہنچانا چاہتا ہے۔ یوں زبان کی ساختی اور صوتی تخفیف بھی ایک طرح کا لسانی ارتقا ہے، جو وقت کے ساتھ زبان کو زیادہ کارآمد، سہل اور فطری اظہار کی جانب لے جاتی ہے۔ جب زبان محض سنجیدہ اور محدود طبقوں کی میراث بن کر رہ جائے، تو وہ عوام سے کٹ جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر زبان میں ''تخفیف'' جیسے لسانی رجحانات فطری طور پر جنم لیتے ہیں، جو نہ صرف زبان کے جمود کو توڑنے میں مدد دیتے ہیں بلکہ اسے عام فہم، زندہ اور متحرک بنائے رکھتے ہیں۔ تخفیف کے ذریعے پیچیدہ تراکیب، ثقیل الفاظ اور رسمی ساختیں سادہ، رواں اور قابلِ فہم اظہار میں ڈھل جاتی ہیں۔

یوں زبان اپنی اصل روح یعنی ابلاغ، تاثیر اور تفہیم کے تقاضے پورے کرتی ہے۔ لہٰذا، تخفیف نہ صرف ایک صوتیاتی یا صرفیاتی عمل ہے بلکہ ایک تہذیبی و معاشرتی ضرورت بھی ہے، جو زبان کو زندہ، متحرک اور کارآمد بنائے رکھتی ہے۔ یہی تخفیف شاعری میں بھی اپنے جمالیاتی اظہار کے ساتھ نمایاں ہوتی ہے۔

رشید حسن خاں اپنی کتاب اردو املا میں لکھتے ہیں:

> شاعری کو کبھی تخفیف کے ساتھ بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ اِس کا تعلق ضرورتِ شاعری سے ہوتا ہے اور وہاں اکثر صورتوں میں، الفاظ کا املا، استعمال کے مطابق کیا جاتا ہے۔ جیسے: مصرع: اک طفلِ دبستان ہے فلاطوں مرے آگے یہاں 'اک' کی جگہ 'ایک' لکھنا غلط ہوگا، مگر اس سے یہ لازم نہیں آئے گا کہ اس کو ہر جگہ اک لکھا جائے۔[۱۱]

یہ مثال بتاتی ہے کہ تخفیف صرف صوتی تبدیلی نہیں بلکہ معنی، آہنگ اور اظہار کی فطری ضرورت بھی ہے۔ اردو شاعری میں یہ رجحان زبان کی صوتی لچک اور فکری نرمی کو ظاہر کرتا ہے اور تخفیف کے جمالیاتی پہلو کو واضح کرتا ہے۔

تخفیف دراصل زبان کی فطری ارتقائی حرکت اور انسانی اظہار کی سہولت کا مظہر ہے۔ ہر دور میں انسان نے اپنی گفتار کو زیادہ رواں، بامعنی اور مؤثر بنانے کے لیے الفاظ، تراکیب اور ساختوں میں اختصار پیدا کیا ہے۔ یہی رجحان وقت کے ساتھ ''لسانی معیشت'' (Economy of Expression) کی صورت اختیار کر گیا، جس نے زبان کو نہ صرف سہل بلکہ زیادہ کارآمد بھی بنایا۔ عربی میں تخفیف کا عمل فصاحت و بلاغت کے اصولوں سے وابستہ ہے، انگریزی میں یہ صوتیاتی ضرورت کے تحت ظاہر ہوتا ہے، جبکہ اردو میں تخفیف عوامی گفتار اور شعری اظہار دونوں میں اپنی جمالیاتی اور فطری حیثیت رکھتی ہے۔ زبان ایک جاندار اور ارتقائی نظام ہے جو اپنے بولنے والوں

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

کی ضروریات، طرزِ فکر اور طرزِ زندگی کے ساتھ خود بھی بدلتی رہتی ہے۔ تخفیف (Reduction) اسی ارتقائی عمل کی علامت ہے، جو نہ صرف زبان کو سہل، رواں اور مؤثر بناتی ہے بلکہ اسے وقت اور معاشرتی تقاضوں سے ہم آہنگ بھی رکھتی ہے۔ عربی، انگریزی اور اردو تینوں زبانوں کے تقابلی مطالعے سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ اگرچہ ان کی ساخت، لہجہ اور صرفیاتی اصول مختلف ہیں، تاہم ان میں تخفیف کا رجحان ایک مشترکہ لسانی ضرورت کے طور پر نمایاں ہے۔ کہیں یہ صوتی سہولت (Phonetic Ease) کے لیے بروئے کار آتی ہے، کہیں صرفی ونحوی معیشت (Morpho-Syntactic Economy) کے لیے، اور کہیں اظہار میں سرعت وقربت پیدا کرنے کے لیے۔ اس تناظر میں تخفیف محض لسانی سادگی نہیں بلکہ ایک تہذیبی رویّہ ہے جو انسانی ذہن کے ''کم الفاظ میں زیادہ معنی ادا کرنے'' کے فطری میلان کو ظاہر کرتا ہے۔ یہ رجحان زبان کو نہ صرف زندہ اور فعال رکھتا ہے بلکہ اسے نئے عہد کے ابلاغی ذرائع اور سماجی صورتِ حال سے ہم قدم بناتا ہے۔ چناں چہ تخفیف کا مطالعہ لسانی سطح پر ہی نہیں بلکہ ثقافتی، نفسیاتی اور فکری سطحوں پر بھی زبان کی تفہیم میں نئی راہیں کھولتا ہے۔ یوں تخفیف محض ایک لسانی یا صوتی مظہر نہیں بلکہ ایک تہذیبی، نفسیاتی اور سماجی ضرورت ہے۔ یہ زبان کو جمود سے بچاتی، اسے وقت کے تقاضوں کے مطابق ڈھالتی اور اظہار کی نئی راہیں متعین کرتی ہے۔ یہی رجحان زبان کو زندہ، متحرک اور ابلاغ کے قابل بنائے رکھتا ہے اور یہی زبان کی اصل روح ہے۔

حواشی

۱۔ فرڈیننڈ ڈی ساسر (Ferdinand de Saussure)، *Course in General Linguistics*، (نیویارک: فیلوسوفیکل لائبریری، ۱۹۵۹ء)، ص ۱۵

۲۔ جان لائی اونز (John Lyons)، *Introduction to Theoretical Linguistics*، (لندن: کیمبرج یونی ورسٹی پریس، ۱۹۶۸ء)، ص ۱

۳۔ این اوڈ (N. Awde) اور کے اسمتھ (K. Smith)، *Arabic-English, English Arabic Practical Dictionary*، (نیویارک: ہپوکرین بکس، ۲۰۰۴ء)، ص ۵۷

۴۔ ایضاً، ص ۳۶۵

۵۔ آر ایل ٹریسک (R. L. Trask)، *A Dictionary of Phonetics and Phonology*، (نیویارک: رٹلیج، ۱۹۹۶ء)، ص ۳۰۳

۶۔ ڈیوڈ کرسٹل (David Crystal)، *A Dictionary of Linguistics and Phonetics*، (نیویارک: بلیک ویل پبلشنگ، ۲۰۰۸ء)، ص ۴۰۷

۷۔ نورالحسن نیر، نوراللغات، حصہ دوم، (لکھنؤ: نیر پریس، ٹانالہ، ۱۹۲۷ء)، ص ۱۸۴

۸۔ المانی ڈکشنری، تخفیف https://www.almaany.com/ar/dict/ar-ar/

۹۔ چارلس ڈارون (Charles Darwin)، *On the Origin of Species*، (لندن: جان مرے، ۱۸۵۹ء)، ص ۱۵۸

۱۰۔ مائیکل جے بیہی (Michael J. Behe)، *Darwom's Black Box: The Biochemical Challenge to Evolution*، (نیویارک: دی فری پریس، ۱۹۹۶ء)، ص ۳۹

ISSN: 2519-6332 (Print), ISSN: 2708-1915 (Online)

۱۱۔ رشید حسن خاں، اردو املا، (لاہور: مجلسِ ترقیِ ادب، ۱۹۸۷ء)، ص ۴۴۹

مآخذ

۱۔ ساسر، فرڈینینڈ ڈی (Saussure, Ferdinand de)، *Course in General Linguistics*، نیویارک: فیلوسوفیکل لائبریری، ۱۹۵۹ء

۲۔ لائنز، جان (Lyons, John)، *Introduction to Theoretical Linguistics*، لندن: کیمبرج یونی ورسٹی پریس، ۱۹۶۸ء

۳۔ اوڈ، این (Awde, N.) اور اسمتھ کے (Smith, K.)، *Arabic-English, English Arabic Practical Dictionary*، نیویارک: ہپوکرین بکس، ۲۰۰۴ء

۵۔ تراسک، آر ایل ٹریسک (Trask, R. L.)، *A Dictionary of Phonetics and Phonology*، نیویارک: رٹلیج، ۱۹۹۶ء

۶۔ کرسٹل، ڈیوڈ (Crystal, David)، *A Dictionary of Linguistics and Phonetics*، نیویارک: بلیک ویل پبلشنگ، ۲۰۰۸ء

۷۔ نیرّ، نورالحسن، نوراللغات، حصہ دوم، (لکھنؤ: نیرّ پریس، ٹانالہ، ۱۹۲۷ء

۸۔ چارلس ڈارون (Charles Darwin)، *On the Origin of Species*، (لندن: جان مرے، ۱۸۵۹ء)، ص ۱۵۸

۹۔ جے بیہی، مائیکل (J. Behe, Michael)، *Darwom's Black Box: The Biochemical Challenge to Evolution*، نیویارک: دی فری پریس، ۱۹۹۶ء

۱۰۔ رشید حسن خاں، اردو املا، لاہور: مجلسِ ترقیِ ادب، ۱۹۸۷ء

ویب سائٹ

۱۔ https://www.almaany.com/ar/dict/ar-ar/ تخفیف/

Bibliography

1. Saussure, Ferdinand de, *Course in General Linguistics,* New York: Philosophical Library, 1959
2. Lyons, John, *Introduction to Theoretical Linguistics,* London: Cambridge University Press, 1968
3. Awde, N. & Smith, K, *Arabic-English English-Arabic Practical Dictionary,* New York: Hippocrene Book, 2004
4. Trask, R. L. A Dictionary of Phonetics and Phonology. New York: Routledge, 1996, p. 303.
5. Crystal, David, *A Dictionary of Linguistics and Phonetics,* New York: Blackwell Publishing, 2008, 6th Ed.
6. Nayyar, Noor-ul-Hasan, *Noor-ul-Lughat,* Part 2, Lucknow: Nayyar Press, Tanala, 1927
7. Darwin, Charles, *On the Origin of Species,* London: John Murray, 1859
8. Behe, Michael J., *Darwin's Black Box: The Biochemical Challenge to Evolution*, The Free Press, 1996
9. Khan, Rasheed Hasan, Urdu Imla, Lahore: Majlis-e-Taraqqi-e-Adab, 1987

Website

1. https://www.almaany.com/ar/dict/ar-ar/تخفیف /